



ابن الحسن محمدی

میت کو غسل دینے والے پر غسل

شرعی دلائل کی رو سے میت کو غسل دینے والے شخص پر غسل واجب نہیں بلکہ مندوب و مستحب ہے۔ اسی طرح میت کی چارپائی اٹھانے والے شخص پر بھی وضو واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ فہم سلف اسی بات کا مؤید ہے۔ جیسا کہ حافظ خطابی رحمۃ اللہ علیہ (388ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِّنَ الْفُقَهَاءِ يُوجِبُ الْإِغْتِسَالَ مِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ، وَلَا الْوُضُوءَ مِنْ حَمَلِهِ، وَيُشَبِّهُ أَنْ يَكُونَ الْأَمْرُ فِي ذَلِكَ عَلَى الْإِسْتِحْبَابِ.

”میں فقہائے کرام میں سے کسی ایک بھی ایسے فقیہ سے واقف نہیں جو میت کو غسل دینے والے شخص پر غسل کو اور اسے کندھا دینے والے شخص پر وضو کو واجب قرار دیتا ہو۔ معلوم یہی ہوتا ہے کہ اس بارے میں (احادیث میں وارد) حکم استحباب پر محمول ہے۔“

(معالم السنن: 305/3)

یعنی اس مسئلہ میں جتنی بھی احادیث وارد ہیں، ان کے بارے میں سلف، یعنی صحابہ و تابعین اور ائمہ دین کا فیصلہ ہے کہ وہ ساری کی ساری استحباب پر محمول ہیں۔ آئیے یہ احادیث اور ان کے بارے میں فہم سلف ملاحظہ فرمائیں:

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ، وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ»

”جو شخص میت کو غسل دے، وہ خود بھی غسل کرے اور جو میت کو کندھا دے، وہ وضو

کرے۔“ (سنن الترمذی: 933، وقال: حسن، سنن ابن ماجہ: 1463، السنن الکبریٰ

للبيهقي: 301/10، وصححه ابن حبان: 1161، وسنده حسن)



اس کے راوی سہیل بن ابی صالح کے متعلق حافظ منذری رحمہ اللہ (656ھ) لکھتے ہیں:
وَتَقَهُ الْجُمُحُورُ. ”اسے جمہور محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے۔“

(الترغیب والترہیب: 110/3)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اسے ”ثقہ“ قرار دیا ہے۔ (المغنی فی الضعفاء: 455/1)
نیز فرماتے ہیں: وَتَقَهُ نَاسٌ. ”اسے بہت سے لوگوں نے ثقہ قرار

دیا ہے۔“ (الکاشف فی معرفة من له رواية في الكتب الستة: 327/2)

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ غَسَلَ مِئْتًا فَلْيَغْتَسِلْ، وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ»

”جو شخص میت کو غسل دے، وہ خود بھی غسل کرے اور جو میت کو کندھا دے، وہ وضو

کرے۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ: 269/3، مسند الإمام أحمد: 433/2، 454، مسند

الطیالسی: 305/2، الجعديات لأبي القاسم البغوي: 987، 986/2، وسنده حسن)

مسند طیالسی وغیرہ میں یہ الفاظ بھی ہیں: وَمَنْ حَمَلَ جَنَازَةً فَلْيَتَوَضَّأْ.

”جو شخص جنازے کو اٹھائے، وہ وضو کرے۔“

صالح مولیٰ التوأمہ، یعنی صالح بن نبہان مدنی جمہور محدثین کرام کے نزدیک ”ثقہ“

ہے۔ اس پر جرح اس وقت پر محمول ہے جب وہ اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔

امام علی بن مدینی (سؤالات محمد بن عثمان، ص: 86، 87)، امام یحییٰ بن معین (الکامل

فی ضعفاء الرجال لابن عدی: 56/4، وسنده حسن)، حافظ جوزجانی (الشجرة فی أحوال

الرجال، ص: 144) اور امام ابن عدی رحمہ اللہ (الکامل: 58/4) کا کہنا ہے کہ ابن ابی ذئب نے

صالح مولیٰ التوأمہ سے اختلاط سے پہلے سماع کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (773-852) لکھتے ہیں: وَقَدْ اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ



الثَّقَّةَ إِذَا تُمِيزَ مَا حَدَّثَ بِهِ قَبْلَ اخْتِلَافِهِ مِمَّا بَعْدَهُ، قُبِلَ .

”محدثین کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ثقہ (مختلط) راوی کی اختلاط سے پہلے بیان کی ہوئی روایات اس وقت قابل قبول ہو جاتی ہیں جب وہ بعد والی روایات سے ممتاز ہو جائیں۔“ (نتائج الأفكار: 268/2)

حافظ موصوف مذکورہ حدیث کے بارے میں خلاصہ فرماتے ہیں :

وَفِي الْجُمْلَةِ هُوَ بِكَثْرَةِ طُرُقِهِ أَسْوَأَ حَالِهِ أَنْ يَكُونَ حَسَنًا .

”الحاصل یہ حدیث اپنی بہت سی سندوں کے ساتھ کم از کم حسن ہے۔“

(التلخیص الحبیر فی تخریج أحادیث الرافعی الکبیر: 1/137، ح: 182)

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: [مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ، وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ] ”جو شخص میت کو غسل دے، وہ خود بھی غسل کرے اور جو میت کو کندھا دے، وہ وضو کرے۔“ (مصنف ابن أبي شيبة: 269/3، السنن الكبرى للبيهقي: 1/302، وسنده حسن)

سنن کبریٰ بیہقی میں یہ الفاظ زائد ہیں: [وَمَنْ مَسَّ مَعَهَا فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يَقْضِيَ دَفْنَهَا] ”اور جو جنازے کے ساتھ جائے وہ اس کی تدفین مکمل ہونے تک نہ بیٹھے۔“

④ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: كُنَّا نَغْسِلُ الْمَيِّتَ، فَمِنَّا مَنْ يَغْتَسِلُ، وَمِنَّا مَنْ لَا يَغْتَسِلُ . ”ہم (صحابہ) میت کو غسل دیا کرتے تھے، بعض غسل کر لیتے تھے اور بعض نہیں کرتے تھے۔“

(السنن الكبرى للبيهقي: 1/306، وسنده صحيح)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس اثر کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔ (التلخیص الحبیر: 1/137)



⑤ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی فرماتے ہیں: [مَنْ غَسَلَ مِيتًا فَأَصَابَهُ

مِنْهُ شَيْءٌ فَلْيَغْتَسِلْ، وَإِلَّا فَلْيَتَوَضَّأْ] ”اگر کسی شخص کو مردہ نہلاتے ہوئے اس سے کوئی گندگی لگ جائے تو وہ غسل کر لے، ورنہ وضو ہی کر لے۔“

(السنن الكبرى للبيهقي: 306/1، وسنده حسن)

⑥ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مَنْ غَسَلَ مِيتًا فَلْيَغْتَسِلْ .

”جو شخص میت کو غسل دے، وہ خود بھی غسل کر لے۔“ (أَيْضًا: 305/1، وسنده صحيح)

آپ رضی اللہ عنہما کا دوسرا قول بھی ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں:

[لَيْسَ عَلَيْكُمْ فِي غُسْلِ مِيتِكُمْ غُسْلٌ إِذَا غَسَلْتُمُوهُ، إِنَّ مِيتَكُمْ

لَمْؤْمِنٌ طَاهِرٌ، وَلَيْسَ بِنَجَسٍ، فَحَسْبُكُمْ أَنْ تَغْسِلُوا أَيْدِيَكُمْ]

”جب تم اپنے مردوں کو غسل دیتے ہو تو اس سے تمہارے لیے غسل فرض نہیں ہوتا

کیونکہ تمہارا مردہ مؤمن اور طاهر ہوتا ہے، نجس نہیں۔ لہذا تمہارے لیے اپنے ہاتھ دھو لینا ہی

کافی ہے۔“ (أَيْضًا: 306/1، وسنده حسن)

نیز فرماتے ہیں: [لَا تَنْجَسُوا مِيتَكُمْ، يَعْنِي لَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ]

”اپنے مردوں کو پلید نہ سمجھو، یعنی مردے کو نہلانے والے پر غسل (فرض) نہیں۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 267/3، وسنده صحيح)

نیز جب آپ رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ: هَلْ عَلَى مَنْ غَسَلَ مِيتًا

غُسْلٌ؟ (کیا مردے کو غسل دینے والے پر غسل فرض ہے؟) اس پر آپ نے فرمایا:

[أَنْجَسْتُمْ صَاحِبَكُمْ؟ يَكْفِي فِيهِ الْوُضُوءُ]

”کیا تم اپنے مردے کو پلید سمجھتے ہو؟ مردے کو نہلانے والے کے لیے وضو کر لینا ہی کافی ہے۔“

(السنن الكبرى للبيهقي: 305/1، وسنده صحيح)

④ نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

كُنَّا نَغْسِلُ الْمَيِّتَ، فَيَتَوَضَّأُ بَعْضُنَا وَيَغْتَسِلُ بَعْضُ، ثُمَّ يَعُودُ، فَنُكْفِيهِ، ثُمَّ نَحْنِطُهُ، وَنُصَلِّي عَلَيْهِ، وَلَا نُعِيدُ الْوُضُوءَ.

”ہم میت کو غسل دیتے، پھر ہم میں سے کچھ لوگ وضو کرتے تھے اور کچھ غسل کر لیتے تھے۔ پھر وہ لوٹتے تو ہم میت کو کفن دیتے، اسے خوشبو لگاتے اور اس کا جنازہ پڑھتے، ہم دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔“ (السنن الکبریٰ للبیہقی: 307,306/1، وسندہ صحیح)

⑤ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب مؤمن مردوں کو غسل دینے والے شخص پر غسل (فرض) ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ایسا نہیں ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: 268/3، وسندہ صحیح)

⑥ عائشہ بنت سعد بیان کرتی ہیں: [أُودِنَ سَعْدٌ بِجَنَازَةِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَهُوَ بِالْبَقِيعِ، فَجَاءَ وَغَسَّلَهُ، وَكَفَّنَهُ، وَحَنْطَهُ، ثُمَّ أَتَى دَارَهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ، فَاعْتَسَلَ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي لَمْ أَغْتَسِلْ مِنْ غُسْلِهِ، وَلَوْ كَانَ نَجِسًا مَا غَسَلْتُهُ، وَلَكِنِّي اغْتَسَلْتُ مِنَ الْحَرِّ]

”سعد رضی اللہ عنہ کو سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے جنازے کی اطلاع ملی تو وہ اس وقت بقیع میں تھے۔ آپ تشریف لائے، سعید رضی اللہ عنہ کو غسل دیا، ان کو کفن دیا، خوشبو لگائی، پھر گھر گئے، ان کا جنازہ ادا کیا، پھر پانی منگوا کر غسل کیا اور فرمایا: میں نے سیدنا سعید رضی اللہ عنہ کو غسل دینے کی وجہ سے غسل نہیں کیا۔ اگر وہ نجس ہوتے تو میں انہیں غسل ہی نہ دیتا۔ میں نے تو گرمی کی وجہ سے غسل کیا ہے۔“ (أَيْضًا، وسندہ صحیح)

⑦ خزاعی بن زیاد کہتے ہیں: [أَوْصَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَفَّلٍ أَنْ لَا

يَحْضُرَهُ ابْنُ زِيَادٍ، وَأَنْ يَلِيَنِي أَصْحَابِي، فَأَرْسَلُوا إِلَى عَائِدِ بْنِ عَمْرِو وَآبِي



بِرْزَةٍ، وَأُنَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ، فَمَا زَادُوا عَلَىٰ أَنْ كَفُّوا أَكْمَامَهُمْ، وَجَعَلُوا مَا فَضَّلَ عَنْ قُمْصِهِمْ فِي حُجَزِهِمْ، فَلَمَّا فَرَعُوا لَمْ يَزِيدُوا عَلَى الْوُضُوءِ]

”سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت کی تھی کہ ابن زیاد ان کے پاس نہ آئے، نیز ان کے ساتھ ان کے قریب آئیں۔ سیدنا عائد بن عمرو، سیدنا برزہ اور سیدنا ابن مغفل رضی اللہ عنہ کے دیگر ساتھیوں کی طرف پیغام بھیجا گیا۔ انہوں نے آکر صرف یہ کیا کہ اپنی کفیں اوپر چڑھائیں اور ان کے قیصوں کا جو کپڑا لٹک رہا تھا، اسے اپنے کمر بندوں میں ڈال لیا، پھر (غسل دینے سے) فراغت کے بعد صرف وضو کر لیا۔“ (ایضاً، وسندہ صحیح)

⑪ ابو قلابہ تابعی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

”إِنَّهُ كَانَ إِذَا غَسَلَ مَيِّتًا، اغْتَسَلَ .“ ”جب وہ میت کو غسل دیتے تو خود بھی غسل کرتے۔“ (ایضاً: 269/3، وسندہ صحیح)

⑫ ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كَانُوا يَقُولُونَ : إِنْ كَانَ صَاحِبُكُمْ نَجَسًا، فَاغْتَسِلُوا مِنْهُ .

”لوگ (صحابہ کرام) کہا کرتے تھے کہ اگر تمہارا مردہ نجس ہے تو پھر اسے غسل دینے کی وجہ سے غسل کر لو۔“ (ایضاً، وسندہ صحیح)

⑬ یونس بن عبید کہتے ہیں: كَانَ الْحَسَنُ لَا يَرَى عَلَى الذِّي يَغْسِلُ الْمَيِّتَ غُسْلًا .

”امام حسن بصری تابعی رضی اللہ عنہ میت کو غسل دینے والے پر غسل کو (فرض) خیال نہیں کرتے تھے۔“ (المطالب العالیة لابن حجر: 481، وسندہ صحیح)

⑭ امام سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی:



إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَغْتَسِلَ مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا وَيَتَوَضَّأُ مَنْ نَزَلَ فِي حُفْرَتِهِ حِينَ يُدْفَنُ، وَلَا وُضُوءَ عَلَى أَحَدٍ مِّنْ غَيْرِ ذَلِكَ مِمَّنْ صَلَّى عَلَيْهِ، وَلَا مِمَّنْ حَمَلَ جَنَازَتَهُ، وَلَا مِمَّنْ مَشَى مَعَهَا.

”میت کو غسل دینے والے کے لیے غسل کرنا اور دفن کے وقت قبر میں اترنے والے کے لیے وضو کرنا مسنون ہے۔ ان کے علاوہ جنازہ پڑھنے والے، کندھا دینے والے اور جنازے کے ساتھ چلنے والے، کسی پر وضو نہیں۔“

(السنن الكبرى للبيهقي: 303/1، وسنده صحيح)

⑮ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ (209-279ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الَّذِي يُغَسَّلُ الْمَيِّتُ، فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ: إِذَا غَسَلَ مَيِّتًا فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَيْهِ الْوُضُوءُ، وَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: أَسْتَحِبُّ الْغُسْلَ مِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ، وَلَا أَرَى ذَلِكَ وَاجِبًا، وَهَكَذَا قَالَ الشَّافِعِيُّ، وَقَالَ أَحْمَدُ: مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا أَرَجُو أَنْ لَا يَجِبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ، وَأَمَّا الْوُضُوءُ فَأَقْلُ مَا قِيلَ فِيهِ، وَقَالَ إِسْحَاقُ: لَا بُدَّ مِنَ الْوُضُوءِ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَغْتَسِلُ وَلَا يَتَوَضَّأُ مَنْ غَسَلَ الْمَيِّتَ.

”مردے کو نہلانے والے (پر غسل) کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ صحابہ کرام وغیرہ پر مشتمل بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ جب کوئی میت کو غسل دے تو اس پر بھی غسل ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس پر وضو ہے۔ امام مالک بن انس فرماتے ہیں کہ میں مردے کو نہلانے والے کے لیے غسل کو مستحب سمجھتا ہوں، واجب نہیں۔ امام شافعی بھی یہی فرماتے



ہیں۔ امام احمد بن حنبل کا قول ہے کہ میرے خیال میں میت کو غسل دینے والے پر غسل فرض نہیں، البتہ اسے کم از کم وضو کا کہا گیا ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں: اس کے لیے وضو ضروری ہے، جبکہ امام عبد اللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ اسے نہ غسل کرنے کی ضرورت ہے نہ وضو کرنے کی۔“ (سنن الترمذی، تحب الحديث: 993)

اس حدیث کے بارے میں اصولی تنبیہات

① بعض محدثین کرام نے اس حدیث کی سند پر اعتراض کیا ہے، جیسا کہ:

✽ امام محمد بن یحییٰ ذہلی رحمہ اللہ (م: 258ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ فِيمَنْ غَسَلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ، حَدِيثًا ثَابِتًا، وَلَوْ ثَبَتَ لَزِمْنَا اسْتِعْمَالَهُ. ”میرے علم میں مردے کو غسل دینے والے پر غسل کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ اگر یہ حدیث ثابت ہو جائے تو ہمارے لیے اس پر عمل لازم ہو جائے گا۔“ (السنن الکبریٰ للبیہقی: 302/1، وسندہ صحیح)

✽ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ يَثْبُتُ فِيهِ حَدِيثٌ.

”اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔“

(مسائل الإمام أحمد برواية أبي داود، ص: 309)

✽ امام بخاری رحمہ اللہ نے امام احمد بن حنبل اور امام علی بن مدینی رحمہما اللہ سے نقل کیا

ہے کہ: لَا يَصِحُّ مِنْ هَذَا الْبَابِ شَيْءٌ. ”اس بارے میں کچھ بھی

ثابت نہیں۔“ (العلل الكبير للترمذی: 402/1)

✽ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ فِيهِ خَبَرٌ ثَابِتٌ.

”اس بارے میں کوئی ثابت حدیث موجود نہیں۔“ (الأوسط: 351/5)



امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الرَّوَايَاتُ الْمَرْفُوعَةُ فِي هَذَا الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ غَيْرُ قَوِيَّةٍ، لِحَبَالَةٍ
بَعْضُ رَوَاتِهَا وَضَعْفٌ بَعْضُهُمْ.

”اس بارے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع روایات قوی نہیں، کیونکہ ان
کے بعض راوی مجہول ہیں اور بعض ضعیف۔“ (السنن الکبریٰ: 303/1)

② امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اس حدیث کو منسوخ قرار دیا ہے لیکن اس کا کوئی نسخ
ذکر نہیں کیا۔

صحیح بات یہ ہے کہ اس مسئلے میں دو مرفوع احادیث ثابت ہیں، ان کی سند ”صحیح“
ہے۔ بہت سے آثار صحابہ بھی موجود ہیں۔ ان تمام کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات سامنے آتی
ہے کہ میت کو غسل دینے والے پر غسل فرض نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اسی طرح میت کی
چارپائی کو کندھا دینے والے شخص کے لیے وضو واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ جن آثار میں
غسل اور وضو کی نفی کی گئی ہے، ان سے مراد فرضیت اور وجوب کی نفی ہے، جیسا کہ سیدنا ابن
عباس رضی اللہ عنہما کے آثار سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے۔

آخر میں حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ کا یہ قول ملاحظہ فرمائیں:

بَلْ يُعْمَلُ بِهِمَا، فَيُسْتَحَبُّ الْغُسْلُ.

”بلکہ ان دونوں احادیث پر عمل ہوگا اور غسل کرنا مستحب ٹھہرے گا۔“

(مختصر استدراك الذهبي: 309/1، ح: 93)

معلوم ہوا کہ میت کو غسل دینے والے کے لیے غسل کرنا اور میت کو کندھا دینے والے
کے لیے وضو کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

